مسئلہ رؤیت ہلال اور سعودی عرب کا اعلان رؤیت

مفتی مصطفیٰ اپنے رسالہ میں شائع ہونے والی زبان کا محاسبہ کیوں نہیں کرتے؟

باسمہ تعالی

برطانیہ میں رؤیت ہلال کا معاملہ دیوبندی حلقوں میں ایک عرصہ سے انتشار کا باعث بنا ہوا ہے اور پچھلے کچھ سالوں میں اس مسئلہ میں کافی شدت آچکی ہے ایک فریق کا موقف یہ ہے کہ برطانیہ میں رمضان اور عیدین سعودی اعلان کے مطابق کرنی چاہئیے اور اسکے لئے وہ دارالعلوم دیوبند اور دیگر علماء کے پچھلے بیس پچیس سال پرانے فتوے بطور دلیل پیش کرتے ہیں اور ان کا اس پر اصرار بھی ہے جبکہ دوسرے فریق کا موقف یہ ہے کہ سعودی عرب کے اعلان پر برطانیہ میں عمل کرنا نہ فرض ہے نہ واجب ہے اور نہ ہی یہ کوئی شریعت کا حکم ہے اور اب جبکہ وہاں کے اعلان پر خود وہاں کے علماء اور محققین تحفظات کا اظہار کر رہے ہیں اور دنیا بھر کے علماء الگ اس پر اعتراضات لارہے ہیں نیز دارالعلوم دیوبند اور دوسرے علماء کے جدید فتاوی بھی اس سے روک رہے ہیں تو اس پر خواہ مخواہ عمل کرنے کی ضد اور اصرار یہ کوئی اچھا رویہ اور درست طریقہ نہیں ہے۔

یہ دونوں فریق اپنے اپنے موقف پر ڈٹے ہوئے ہیں اور دونوں طرف کے علماء بھی کچھ غیر معروف نہیں ہیں اور دونوں کے دلائل کی قوت یا اس کی کمزوری بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔عیاں را چہ بیان۔اب تو کھل کر یہ سامنے آچکا ہے کہ کس فریق کا موقف علمی لحاظ سے مضبوط ہے اور اس پر عمل کرنے میں احتیاط بھی ہے نیز شریعت کی کوئی حد بھی اس میں ٹوٹتی نظر نہیں آتی۔

مگر افسوس اور انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑرہی ہے کہ اس وقت ایک فریق کی زبان اور ان کا قلم جس بے اعتدالی کے ساتھ چل رہا ہے وہ یہ ثابت کررہا ہے کہ اس فریق کا موقف واقعی بودا اور کمزور ہے یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ جب کسی کے پاس دلائل نہ ہوں یا اس میں قوت نہ ہو اور اپنے موقف کی کمزوری سامنے آجائے تو پھر زبان اور قلم دونوں بے قابو ہوجاتے ہیں اور یہی بات اس موقف کے غلط اور کمزور ہونے کی گواہ بن جاتی ہے

لیجئے حال میں لندن کے مفتی مصطفیٰ صاحب کے ادارہ سے شائع ہونے والے ماہنامہ راہ عافیت میں ایک مضمون کی زبان ملاحظہ کیجئے اور غور کیجئے کہ یہ زبان بولنے والے کیا اپنے موقف کے کمزور ہونے کی گواہی نہیں دے رہے ہیں۔ایک صاحب احقر الوری آدم سترلی غفرلہ سابق مدرس دارالعلوم کنتھاریہ بھروچ لکھتے ہیں

''ان بعض محرضین علماء نے ملکہ برطانیہ (برطانیہ کی رانی) کا تھوکا ہوا پان کھالیا ہے اس وجہ سے ان حضرات کو ایک اسلامی حکومت (یعنی سعودی عربیہ) کی قدر و قیمت نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کو ان کے خلاف بھڑکاتے ہیں''

بات صرف رانی کے تھوکے ہوئے پان کے کھانے کی نہیں ان میں سے بعض حضرات نے تو یہاں تک کہنے سے بھی گریز نہیں کیا کہ جو لوگ اس رؤیت کے مخالف ہیں قبر میں ان کا چہرہ بھی پھر جاتا ہے بلکہ اس فریق کے ایک عالم اور ذمہ دار صاحب نے تو سعودی عرب کے اعلان کی حمایت نہ کرنے والوں کو غیر سبیل المؤمنین کہہ کران کے جہنمی ہونے کی قرآن سے آیت بھی بطور ثبوت نقل کردی ہے

یہ تو ہمیں معلوم نہیں کہ ملکہ برطانیہ کو پان کھانے کا شوق ہے یا نہیں اور اگر کھاتی ہیں تو پھر تھوکتی کہاں ہے؟ممکن ہے یہ بات اسی صاحب کو معلوم ہو جس نے اتنے وثوق کے ساتھ یہ بات لکھی ہے وہی بہتر جانتے ہوں گے کہ ملکہ پھر تھوکتی کہاں ہیں۔خیر یہ صاحب دارالعلوم کنتھاریہ بھروچ کے سابق استاد ہونے کا شرف بھی رکھتے ہیں اور اور اپنے آپ کو ساؤتھ افریقہ کے مدرسہ فیض القرآن کے ذمہ داروں میں سے بھی بتارہے ہیں اور کئی سالوں تک سعودیہ میں مقیم ہونے کے بھی مدعی ہیں

قبل اس کے کہ اس صاحب کی خدمت میں ایک سادہ سا سوال کیا جائے پہلے یہ بات معلوم ہونی چاہئیے کہ جناب مفتی مصطفیٰ

صاحب جو کل تک اپنے آپ کو اس موضوع سے بظاہر الگ تھلگ رکھے ہوئے تھے کیا فریق ثانی کے دلائل سے اس قدر عاجز آ گئے کہ اس قسم کے خطوط شائع کرنے میں اب انہیں کوئی عار محسوس نہیں ہو رہی ہے یا شائد ان کی اب کوئی مجبوری ہے جو انہیں خوامخواہ اس موضوع پر آنے پر مجبور کئے ہوئے ہے۔ کل تک تو وہ اس مسئلہ میں کسی سوال کا جواب دینے سے بھی ہچکچاتے تھے کہ کہیں بدنامی نہ آ جائے اور حق بات کہنے پر کہیں ان کے لئے مسائل کھڑے نہ ہوں اور اب اپنے ہی رسالہ میں علماء کبار کی ایک بڑی تعداد کو ملکہ برطانیہ کا تھوکا ہوا پان کھانے والا بتانے میں انہیں ذرا بھی خیال نہیں آیا۔

ہماری اپنی ایک اطلاع کے مطابق مانچسٹر کے ایک ساتھی نے ان کی خدمت میں ۱۴جولائی ۲۰۰۵ء کو اسی مسئلہ رویت کے سلسلے میں چند سادہ سے چند سوالات بھیجے تھے اور ان سے اس کا جواب طلب کیا تھا نہ یہ کہا تھا کہ آپ ان سوالات جوابات کو اپنے رسالہ میں جگہ دیں پھر اس صاحب نے اس سوال کے ساتھ ڈاک ٹکٹ مع لفافہ بھی ارسال کیا تھا۔ مگر اس کے جواب سے آج تک وہ محروم ہیں انہیں افسوس اس کا نہیں ہوا کہ جواب کیوں نہیں دیا گیا مگر وہ اس پر ضرور افسوس کا اظہار کر رہے ہیں کہ ان کا بھیجا ہوا لفافہ مع ڈاک ٹکٹ ابھی تک انہیں واپس نہیں ملا۔ اگر وہ اس وقت واقعی اس مسئلہ سے لاعلم تھے یا وہ اس میں پڑنا نہیں چاہتے تھے تو کم از کم یہی بات لکھ کر بھیج دیتے مگر اب جبکہ ان کے رسالہ میں یہ بحث آ چکی تو اب بجا طور پر یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اس وقت اس صاحب کے سوال کا جواب کیوں نہیں دیا گیا۔ خیر ہم مفتی صاحب محترم کو ایک اور موقع دیتے ہیں کہ وہ اب بھی انہی چند سادہ سے سوالات کے جوابات اپنے رسالہ میں ہی شائع کر دیں کیونکہ اب اس عنوان اور بحث کی ابتداء خود ان کی جانب سے ہو چکی ہے۔

آیئے اب ہم جناب مفتی صاحب اور اس سابق مدرس اور حالیہ ذمہ دار عالم صاحب سے یہ پوچھتے چلیں کہ ملکہ برطانیہ کا تھوکا ہوا پان کھانے والے کون کون ہیں؟ ممکن ہے اس سابق مدرس کو برطانیہ کے ان علماء سے تعارف نہ ہوا اور نہ ہی ان کی علمی عملی اور روحانی خدمات کا کوئی اتہ پتہ ہو البتہ مفتی صاحب کو تو ضرور معلوم ہوگا کہ جن علماء وصلحاء کے بارے میں یہ انتہائی گستاخانہ بول بولا گیا ہے کیا وہ معمولی درجہ کے اہل علم ہیں؟ کیا وہ برطانیہ کے معزز علماء نہیں سمجھے گئے؟ اور ان کی دینی اور مسلکی خدمات کے اہل برطانیہ ہی نہیں دنیا بھر کے اہل علم گواہ نہیں؟۔ بتایئے باٹلے کے وہ تمام علماء کرام جو اپنی جگہ استاذ الاساتذہ کا مقام بھی رکھتے ہیں کیا ملکہ برطانیہ کا تھوکا ہوا پان کھانے والے ہیں؟ کیا برطانیہ کے مفتیان کرام بھی اسی تھوکے ہوئے پان کا شوق فرما رہے ہیں یہاں اگر ہم ان سب برطانیہ کے علماء کرام کے نام ہی ذکر کر دیں جو سعودی عرب کے اعلان رویت سے مضبوط اور علمی دلائل کی رو سے متفق نہیں تو اس سابق مدرس اور حالیہ ذمہ دار کے چودہ طبق روشن ہو جائیں گے اور اگر ان کا ضمیر جاگ رہا ہوگا تو وہ ضرور اپنے اس بے ہودہ جملے پر افسوس کریں گے

جناب مفتی مصطفیٰ صاحب اور اس سابق مدرس کنتھاریہ کو یہ تو ضرور معلوم ہوگا کہ ہندوپاک کے بڑے دارالعلوم جن میں دیوبند سہارنپور ڈھابیل اور پاکستان کے بڑے بڑے جامعات کے مفتیان کرام بھی ان حضرات کے موقف سے قطعاً متفق نہیں بلکہ اور کھل کر دوسرے فریق کی حمایت کرتے ہیں اور علمی اور فقہی طور پر ان کا ساتھ دیتے ہیں کیا وہ سب کے سب بھی ملکہ برطانیہ کا تھوکا ہوا پان کھانے کے مرتکب ہو رہے ہیں؟ کیا ان کے دلوں میں بھی ایک اسلامی حکومت کی قدر و قیمت نہیں ہے کیا وہ بھی مسلمانوں کو بھڑکانے کے مجرم ہیں؟ اگر وقت مل جائے تو شیخ الحدیث مولانا شیر علی صاحب ترکیسری سے بھی ضرور پوچھ لیجئے گا کہ انہوں نے کب ملکہ برطانیہ کا تھوکا ہوا پان کھایا تھا؟ اور انہیں اس عمر میں مسلمانوں کو بھڑکانے کا بھوت کب اور کیوں سوار ہوا ہے؟ خدارا سوچیں کہ ایک سابق مدرس کے بیان اور آپ کی تائید و تصویب نے کن کن شخصیات کو زخمی کر دیا ہے؟ اور کن کن بزرگوں کو کہاں کہاں بے آبرو کر رکھا ہے

جناب مفتی مصطفیٰ صاحب کو اگر وقت مل جائے تو کم از کم اس سابق مدرس اور حالیہ ذمہ دار کو یہ تو پوچھیں کہ ساؤتھ افریقہ کے علماء کو کب ملکہ برطانیہ کا تھوکا ہوا پان کھانے کا موقع ملا تھا؟ اور کس نے اٹھا کر انہیں کھلایا تھا؟ یہ سابق مدرس تو ساؤتھ افریقہ ہی میں رہتے ہیں کیا وہ بتا سکتے ہیں وہاں کے علماء کرام جو ان کے موقف سے نہ تو متفق ہیں اور نہ ہی حمایت کرتے ہیں وہ انہیں کس کھاتے میں ڈالیں گے؟ خود یہ سابق مدرس ساؤتھ افریقہ میں ان تھوکے ہوئے پان کھانے والوں کے ساتھ ہیں یا یہ کوئی الگ راہ اپنائے ہوئے ہیں اس کی وضاحت بھی ہونی چاہئیے اگر وہ خود بھی سعودی اعلان کے مطابق عمل نہیں کر رہے ہیں تو کیا وہ خود بھی عملی طور پر یہ نہیں بتا رہے ہیں کہ سعودی عرب والا موقف درست نہیں ہے۔

اس سابق مدرس نے اپنی اس خواہش کا بھی کھلا اظہار کر دیا ہے کہ جو لوگ سعودی عرب کے اعلان پر عمل نہیں کرتے اور اپنے مضبوط علمی دلائل کی رو سے اس موقف کو درست نہیں سمجھتے تو ان سب کا سعودی عرب میں داخلہ ممنوع کر دیا جائے۔ جب تک یہ لوگ سعودی عرب کے اعلان پر عمل نہیں کرتے اور کھلے عام توبہ نہیں کرتے وہاں تک یہ حرمین نہ جا سکیں۔ یہ سابق مدرس لکھتے ہیں کہ جس طرح بعض بریلوی کا وہاں داخلہ بند ہے

یہی حال ان معترضین علماء کا ہونا چاہئیے یہی میری اور ہر مسلمان کی خواہش ہے

اس سابق مدرس اور حالیہ ذمہ داری کی خواہش کی داد دیجیے۔ مفتی مصطفیٰ صاحب اس خواہش میں کہاں تک مخلص ہیں اس کا تو ہمیں علم نہیں البتہ اس خواہش کی تائید میں انہیں کوئی اعتراض نہیں اگر انہیں ذرا بھی اس پر اعتراض ہوتا تو وہ ضرور اس خواہش کو شائع کرنے سے معذرت کر لیتے یا کم از کم کسی موقع پر یہ نوٹ ہی درج کر دیتے

مضمون کے تمام مندرجات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

اب جبکہ تیر کمان سے نکل چکا ہے اور دل کی بات زبان کیا تحریر و تائید کی صورت میں سامنے آ چکی ہے تو ہم ان سے بصد ادب یہ درخواست کریں گے کہ آپ ان سب کے اسمائے گرامی سعودی حکومت کے علم میں لے آئیں اور ان سب کے اسمائے گرامی اپنے اسی رسالہ میں شائع کر دیں جس میں جناب کی یہ خواہش شائع ہوئی ہے تاکہ لوگوں کو معلوم تو ہو یہ کون لوگ ہیں جن کا حرمین میں داخلہ بند کیا جانا بہت ضروری ہے

آیئے آگے بڑھئے اور راہ عافیت کی قریبی اشاعت میں ان سب کے نام لکھئے۔

اور اگر آپ میں اتنا حوصلہ اور ہمت نہیں کہ ان کے نام لکھیں تو پھر ہمیں یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں کہ یہ خواہش ہر مسلمان کی کہیں بھی نہیں ہے یہ صرف اس ایک بے چارے سابق مدرس اور حالیہ ذمہ داری کی ہے جس کو عملی جامہ پہنانے میں کوئی بھی ان کا ساتھ دینے کو تیار نہیں۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

جناب مفتی مصطفیٰ صاحب اور ان کے یہ سابق مدرس ہمیں یہ بھی بتاتے چلیں سعودی عرب کے ساتھ ہر مسائل میں ہم متفق ہوں یا اس میں کہیں اختلاف بھی کیا جا سکتا ہے؟ اگر ایک نہیں ہزاروں مسائل میں علمی طور پر اختلاف کیا جاتا ہے اور خود مفتی صاحب بھی اپنے درس میں اس اختلاف کو بیان کرتے ہوں گے بلکہ سعودی علماء کے بعض بیانات کی سختی سے تردید بھی کرتے ہوں گے تو کیا یہ بھی رانی کا تھوکا ہوا پان کھانا ہوگا؟ یا اسے سابق مدرس صاحب مفتی صاحب کی علمی گرفت کا نام دیں گے اور کہیں گے کہ ان دلائل کی رو سے مذہب حنبلی پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔ اب اگر کوئی کہے کہ مفتی صاحب نے رانی کا تھوکا ہوا پان کھا لیا ہے اور یہاں بیٹھ کر طلبہ کو سعودی عرب کے سرکاری مذہب سے بھڑکا رہے ہیں اور ان کے طریقے کی مخالفت کر رہے ہیں تو کیا یہ بات قابل برداشت ہو جائے گی؟ جن علماء نے (خواہ ان کا تعلق برطانیہ سے ہو یمن سے ہو مصر و قطر سے ہندو پاک سے ہو) سعودی اعلان سے دلائل کی بنیاد پر اختلاف کیا اور کر رہے ہیں تو ان کے پیچھے مضبوط دلائل ہیں ہمت ہے تو ان دلائل کا محاسبہ کیجئے ان کا رد کیجئے علمی طور پر ان کی کمزوری بیان کیجئے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اگر اپنے پاس دلائل کمزور ہوں تو دوسروں پر یہ طعنہ کسا جائے کہ وہ رانی کا تھوکا ہوا پان کھا رہے ہیں۔

اگر دیوبند سہارنپور ڈھابیل یا کسی اور جامعات کے دار الافتاء سے دوسرے ممالک کے مسلمانوں کو سعودی اعلان پر عمل نہ کرنے کی بات کی جائے تو یہ رانی کا تھوکا ہوا پان کھانا قرار دے دیا جاتا ہے ایک اسلامی ملک کی قیمت گھٹانا ہوتا ہے مسلمانوں کو بھڑکانا ہوتا ہے تو جناب والا ذرا یہ بھی بتاتے چلیں کہ جب سعودی عرب سے الديوبندية نامی کتاب عربی میں شائع ہو کر پوری دنیا میں پھیلائی جاتی ہے جس میں علماء دیوبند بلکہ اکابر دیوبند کی تکفیر و تفضیل کا ایک بازار لگا ہوا ہے اس پر سعودی علماء کی حمایت لکھی جاتی ہے ایک طرف القول البليغ عن التحذير فی جماعة التبليغ لکھ کر تبلیغی جماعت اور اس کے اکابر کو دل کھول کر گالیاں دیں جاتی ہیں۔ تفسیر فوائد القرآن علامہ شبیر احمد عثمانی پر پابندی لگوا کر جونا گڑھی جیسے متعصب اور بدزبان غیر مقلد کا ترجمہ شائع کرا کر مسلمانوں کے گھروں میں داخل کرایا جاتا ہے تو کیا یہ بھی کوئی علمی اختلاف ہے؟ کیا یہ کروڑوں مسلمانوں کے دل کو مجروح کرنے والی بات نہیں کیا یہ

دوسرے مسلمانوں کی دلوں میں اکابر دیوبند سے نفرت پیدا کرانے کی سازش نہیں؟ یہ آپ ہی بتائیں کس کا تھوکا ہوا پان ہے جو وہاں باقاعدگی سے کھایا جارہا ہے؟ کیا آپ نے کبھی اس کے خلاف آواز اٹھائی؟ کیا کبھی کہاکہ اس سے دوسرے مسلمانوں کے خلاف نفرت پیدا ہوتی ہے ان کو دن دھاڑے برا کہا جاتا ہے ان کے کفر وضلالت کا بازار گرم کیا جاتا ہے؟ کیا آپ نے کبھی اس خواہش کا بھی اظہار کیا کہ ایسے لوگوں کا داخلہ حرم میں بند کیا جائے بلکہ انہیں وہاں سے نکال باہر کیا جائے جو وہاں بیٹھ کر سعودی عرب کی نیک نامی کو بدنامی میں تبدیل کررہے ہیں۔ہم اس وقت سلفیت کی بحث میں نہیں اترتے کہ بات بہت دور تک چلی جائے گی سعودی عرب میں سلفیت کن کن عنوانوں سے سامنے آرہی ہے اور اس سے مسلمانوں کے درمیان کس کس قسم کا اختلاف وانتشار بڑھ رہا ہے یہ آپ اکابر اہل علم سے پوچھ لیجئے ہاں ہوسکتا ہے کہ آپ ان کی باتیں یہ کہہ کر بآسانی کردیں گے کہ یہ تو ملکہ برطانیہ کا تھوکا ہوا پان کھائے ہوئے علماء کرام ہیں۔اسلئے ایسی باتیں کرتے ہیں۔

ہم فی الحال اس مسئلہ کو یہیں روک کر جناب مفتی مصطفیٰ صاحب سے ایک درخواست ضرور کرنا چاہیں گے کہ اب اگر آپ اس میدان میں اتر ہی آئے ہیں تو آپ کے اس میدان میں آنے کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں لیکن جو زبان آپ کے رسالہ میں شائع ہوئی ہے (دوسروں کی زان درازی کے آپ ذمہ دار نہیں ہیں) کم از کم آپ اس کی تائید وحمایت تو نہ کریں۔ہوسکتا ہے کہ اس زبان کی زد میں کہیں آپ کے اساتذہ مشائخ اور محسنین بھی آجائیں۔مفتی صاحب محترم کے لئے بھی راہ عافیت یہی ہے کہ وہ موضوع پر علمی زبان میں ٹھوس دلائل پیش کریں نہ یہ کہ اکابر کے خلاف اٹھنے والی زبان کو اور دراز کرنے میں زیادہ جوش دکھائیں۔۔۔

ہمارے اس بیان میں اگر کوئی تلخ بات آئی بھی تو وہ خود ہی بتائیں کہ اس تلخ نوائی کا ذمہ دار کون ہوا ہے؟ فقط

خادم......اشرف علی......بریڈفورڈ

۹ صفر ۱۴۳۰ ۵ فروری ۲۰۰۹